AL-ʻULŪM **ISSN:** 2709-3484 (Print) | 2709-3492 (Online)
January-June 2022, 3:1 (1-26)

ترتیبِ نزولی کے مطابق تفسیرِ قرآن کا رجحان: ایک تجزیاتی مطالعہ

The Trend of Qur'ānic Commentary According to the Revelation Order: An Analytical Study

Syed Mateen Ahmad (PhD)* Hafiz Muhammad Zaher(PhD)**
*Lecturer/Editor FIKR-O NAZAR, Islamic Research Institute, International Islamic University Islamabad.
**Lecturer, Faculty of Usuluddin, International Islamic University Islamabad.

Keywords:
Qur'anic sciences, commentary, revelation order, new trends

Abstract: In the twentieth century, various trends emerged in the field of commentaries of the Qur'an. The revelation order of the Sūras is so famous in current time. The commenters preferred to adopt the chronological order of the Sūrahs for their commentaries. These authors have the view that this method of exegesis is accordance with the life stages of the Holy Prophet. This group of Qur'ānic commentary has the view to build Muslim society as the Holy Prophet gradually established his community. The study of the surahs in their chronological order helps to solve the problem of abrogation. Few commentators have said view to adopt this way for their commentaries. But the main question against this trend is that the Qur'anic sūrahs were not revealed in complete form chronologically. In this case, there is not any authentic way to guess that when and where the verses and sūrahs were revealed. Moreover, few commentators have the view that the present arrangement of sūrahs in the Holy Qur'an is because of miraculous nature. In this research, an attempt has been made to introduce this new trend and with its analysis critically.

Ahmad S. M. & Zaher H. M. S. (2022). The Trend of Qur'ānic Commentary According to the Revelation Order: An Analytical Study. *Al-ʻUlūm Journal of Islamic Studies*, 3(1)

1. Corresponding author Email: mateeniri@gmail.com

C

Content from this work is copyrighted by *Al-ʻUlūm* Journal of Islamic Studies, which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited in the form of a proper scientific referencing.

تمہید

بیسویں صدی عیسوی تفسیر نویسی کے ایک روایت ساز اور بہت حد تک روایت شکن عہد کا آغاز ہے۔ اس میں تفسیر نویسی کے مختلف رجحانات اور اسالیب سامنے آئے ہیں۔ اس عہد کے مفسرین نے تدبّرِ قرآنی کے نت نئے گوشے وا کیے جن کا ذکر سابقہ تفسیری ذخیرے میں نہیں ملتا اور بہت سے کام اپنی اصالت اور گہرائی و گیرائی میں کم ترک الأول للآخر کا مصداق نظر آتے ہیں۔ اس عہد میں ہمیں مسلم دنیا میں رجوع الی القرآن کی تحریکیں اور شخصیات ملتی ہیں جنھوں نے قرآن کی طرف رجوع کی ایک عمومی دعوت بلند کی، قرآن کی تعلیم کے جدید اور سائنٹیفک طریقے بھی اس عہد میں ہمیں نظر آتے ہیں اور متنوع اسالیب میں کتاب اللہ کے ساتھ انسانیت کا تعلق جوڑنے کی کاوشیں ملتی ہیں۔ ان تفسیری رجحانات میں ایک رجحان قرآنِ کریم کی نزولی ترتیب کے مطابق تفسیر نویسی کا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں اس رجحان کے ارتقا اور چند معتبر نمائندہ تفاسیر کا ایک تعارفی جائزہ پیش کرنے کے ساتھ آخر میں طرزِ تفسیر کا مختصر تنقیدی جائزہ لیا جائے گا۔

قرآنِ کریم کی تفسیر کا یہ رجحان چوں کہ سورتوں کی نزولی ترتیب کے مطابق ہے، اس لیے سورتوں کی ترتیب کے بارے میں علمائے تفسیر کے موقف اور اس کے مطابق تفسیر نویسی کی حیثیت پر ایک نظر ڈال لینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

قرآنِ کریم میں سورتوں کی ترتیب

قرآنِ کریم کی آیات کے بارے میں یہ بات متّفق علیہ ہے کہ ان کی ترتیب توقیفی ہے۔ علّامہ زرکشیؒ فرماتے ہیں:

> فأما الآيات فى كل سورة وضع البسملة أوائلها، فترتيبها توقيفى بلا شك ولا خلاف فيه ولهذا لا يجوز تعكيسها.[1]

[1]- ابو عبد اللہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بہادر الزرکشی (م-۷۹۴ھ)، **البرهان في علوم القرآن**، ت، محمد ابو الفضل ابراہیم (مصر: دار إحياء الكتب العربية ،عيسىٰ البابي الحلبي وشركاؤه، 1957ء)1: 256-

(ہر سورت جس کے آغاز میں بسملہ موجود ہے، اس کی آیات کی ترتیب بلاشبہ توقیفی ہے جس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے، اس لیے ان کو الٹنا جائز نہیں ہے۔)

البتہ سورتوں کی موجودہ مصحفی ترتیب کی حیثیت علما میں مختلف فیہ رہی ہے۔ علّامہ زرکشیؒ نے اس سلسلے میں تین موقف ذکر کیے ہیں:

۱۔ سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے اور نبی کریم ﷺ نے جبریلؑ کی ہدایات کے مطابق اس کو اختیار کیا ہے۔

۲۔ سورتوں کی ترتیب اجتہادی ہے۔ یہ علما کی ایک جماعت کا موقف ہے جن میں امام مالکؒ اور قاضی ابوطیّب باقلّانیؒ بھی شامل ہیں۔

۳۔ بعض سورتوں کی ترتیب نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں معلوم تھی جیسے سبعِ طوال اور حوامیم، جب کہ بعض کا معاملہ امت کے سپرد کر دیا گیا۔[2]

اس اختلاف کے علی الرغم امت میں عمومی طور پر جس نظریے کو قبول حاصل رہا ہے، وہ یہی ہے کہ قرآنِ کریم کی آیات کی طرح سورتوں کی ترتیب بھی توقیفی ہی ہے اور اس بات کے قرائن بڑے مضبوط ہیں۔ مثلاً ایک یہ کہ متعدّد مفسرینِ کرام قرآنِ کریم میں نظم کے قائل رہے ہیں جن میں علامہ زمخشری، امام رازیؒ، امام برہان الدین البقاعیؒ، علامہ سیوطیؒ، ولی الدین ملویؒ، شہاب الدین آلوسیؒ، حمید الدین فراہیؒ، سید قطبؒ، سعید حوّیؒ، مولانا امین احسن اصلاحیؒ وغیرہ شامل ہیں۔ ابو بکر انباری کا قول ہے:"..

فاتساق السور كاتساق الآيات والحروف كله عن النبي ﷺ فمن قدم سورة أو أخرها فقد أفسد نظم الآيات."[3]

(سورتوں کا باہمی ربط آیات اور حروف کے ربط کی مانند ہے اور یہ سب کچھ نبی کریمؐ کی طرف سے ہے۔ اگر کوئی ایک سورت کو بھی مقدم یا مؤخر کر دے تو وہ آیات کے نظم کو تباہ کر دے گا۔)

---

[2] – نفسِ مصدر، 1: 257۔

[3] – نفسِ مصدر، 1: 260۔

علّامہ زرکشیؒ نے سورتوں کے اوائل میں یکسانی (جیسے حوامیم میں)، سورتوں کے آغاز اور انجام کی مناسبت اور متّصل سورتوں کے الفاظ اور وزن میں موزونیت کو کسی حکیم ذات کی کارفرمائی قرار دیا ہے۔[4] علامہ کرمانیؒ کا قول ہے کہ قرآنِ کریم اسی ترتیب پر لوحِ محفوظ میں تھا جس ترتیب پر وہ ہمارے مصاحف میں درج ہے۔[5] یہ تمام قرائن، قرآنِ کریم کی مصحفی ترتیب ہی کے قطعی اور تعبدی ہونے کی نشان دہی کرتے ہیں۔

نزولِ قرآن کے مطابق تفسیر نویسی: آغاز، ارتقا اور حیثیت

امت کے چودہ سو سالہ ذخیرۂ تفسیر میں قرآنِ کریم کی موجودہ مصحفی ترتیب ہی کو تفسیر نویسی میں پیشِ نظر رکھا گیا ہے اور ایسی کسی بھی تفسیر کا ذکر نہیں ملتا جو مصحفی ترتیب کے مطابق ہو۔ البتہ قرآنِ کریم کی ترتیب کے حوالے سے حضرت علیؓ کے ایک مصحف کا ذکر ملتا ہے جو قرآنِ کریم کی نزولی ترتیب کے مطابق تھا۔ علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں:

”ومما استدل به لذلک اختلاف مصاحف السلف في ترتيب السور، فمنهم من رتبها على النزول وهو مصحف علي كان أوله اقرأ ثم المدثر ثم ن ثم المزمل ثم تبت ثم التكوير۔“[6]

(جن لوگوں کے نزدیک قرآن کی سورتوں کی ترتیب صحابہ کرامؓ کے اجتہاد پر مبنی ہے، ان کی دلیل سلف کا مصحف کی ترتیب میں اختلاف ہے۔ چناں چہ بعض نے اس کو نزولی ترتیب کے مطابق مرتب کیا تھا جیسے حضرت علیؓ کا مصحف جس کی پہلی سورہ اقرأ تھی، پھر مدثّر، پھر مزّمّل پھر تبت پھر تکویر۔)

، لیکن حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں قرآن کی جس ترتیب پر صحابہ اور خود حضرت علیؓ کا اتّفاق ہوا وہ ظاہر ہے موجودہ مصحفی ترتیب ہی ہے اور حضرت علیؓ کے نسخے کا امت میں نہ رواج ہوا اور نہ آج کہیں اس کا وجود پایا جاتا ہے؛ چناں چہ بعد کے ادوار میں اسی ترتیب کو نہ صرف متعبّد بالتلاوہ سمجھا گیا بلکہ عملاً تفسیر نویسی کا مدار بھی موجودہ ترتیب پر رہا۔

مستشرقین اور قرآن کی ترتیبِ زمانی

---

4 ۔ نفس مصدر۔

5 ۔ نفس مصدر، 1: ۲۵۹۔

6 ۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین السیوطی، **الإتقان في علوم القرآن**، ت، محمد ابوالفضل ابراہیم (مصر: الهيئة المصرية العامة للكتاب، 1974ء)، 1: 216۔

انیسویں صدی میں مستشرقین نے قرآنِ کریم کو نزول کی ترتیب کے ساتھ مرتب کرنے کی متعدّد کوششیں کی ہیں۔ان میں بعض وہ ہیں جن میں قرآن کو مستقل طور پر نئی ترتیب کے ساتھ شائع کیا گیا اور بعض وہ ہیں جو نظریات کی شکل میں کتابوں میں موجود ہیں۔ یہاں اس سے متعلق ضروری امور کو اختصاراً درج کیا جاتا ہے۔

اہلِ مغرب کا قرآن کو زمانی ترتیب دینا عموماً ادبی اور تاریخی منہجِ نقد کے مطابق اس کے داخلی شواہد، اسلوب اور الفاظ کی نوعیت پر ہوتا ہے۔ان کوششوں میں اہم ترین کوشش تھیوڈور نولڈیکے کی ہے جو اس نے اپنی جرمن کتاب *Geschichte des Qorans* (تاریخ قرآن) میں پیش کی ہے۔اس ترتیب میں کلام کے اسلوب کی تدریجاً تبدیلی کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآنی سورتوں کو چار ادوار میں منقسم کیا گیا ہے۔پہلا مرحلہ بعثت سے پانچویں سال تک ہے۔دوسرا مرحلہ پانچویں اور چھٹے سال کا ہے۔ تیسرا مرحلہ بعثت کے ساتویں سال سے نبی کریم ﷺ کی مدینہ ہجرت کا ہے۔جب کہ چوتھا مرحلہ مدینہ کے عہد کا ہے۔نولڈیکے کی تقسیم کی بنیاد کلام کے اسالیب اور خصائص پر ہے۔[7] ایک دوسری کوشش سر ولیم میور کی ہے۔اس میں اس نے قرآنِ کریم کو چھ حصّوں میں تقسیم کیا ہے جن میں سے پانچ کا تعلّق مکی عہد سے جبکہ ایک گروپ مدنی عہد سے متعلّق ہے۔[8] اس کی تقسیم کی بنیاد سیرتِ نبویہ، احادیث اور تاریخی معلومات پر ہے۔ تاہم وہ اپنا دامن موضوع اور ضعیف روایات سے نہ بچا سکا[9]۔نولڈیکے سے مختلف ایک کوشش ہیوبرٹ گرِمؔ کی ہے جس کی بنیاد سورتوں کے فکری خصائص پر ہے۔اس کے مطابق مکی سورتیں دو بڑے حصّوں میں منقسم ہیں۔پہلا حصہ توحید اور معاد سے متعلق ہے اور اس میں محمد ﷺ کو ایک مبلّغ کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے نہ کہ ایک رسول کی حیثیت سے۔دوسرے حصے میں اللہ کی رحمت، نزولِ کتاب اور سابقہ حاملینِ وحی کا تذکرہ ہے۔ان دو گروپوں کے درمیان بعض سورتیں قربِ قیامت اور عقابِ مجرمین کے قصّوں سے متعلّق ہیں۔[10] ویل نے اپنی تقسیم میں اسلامی تاریخ کو مدار بنانے کے بجائے قرآنی تلمیحات، مضامین اور اسلوب کو ترجیح دی ہے اور قرآنی سورتوں کو تین مکّی اور ایک مدنی مرحلے میں تقسیم کیا ہے۔[11] بیسویں صدی کے آغاز میں Hartwig Hirschfield کی تصنیف *New Exegesis of the Qoran*

7- W. Montgomery Watt, *Bell's Introduction to the Quran*, (Edinburgh, North America: Edinburgh University Press), 199.

8- نفس مصدر، ۱۱۲۔

9- عمر بن ابراہیم رضوان، **آراء المستشرقين حول القرآن الكريم وتفسيره، دراسة ونقد** (رياض: دار طيبة للنشر والتوزيع، 1992ء)،2: 493۔

10- Ibid. 112.

11- عمر بن ابراہیم رضوان، مرجع سابق، ۴۹۶۔

Researches into the Composition and نولڈیکے سے جوہری اختلاف پر مبنی ایک نئی کوشش سامنے آئی جو کہ جداگانہ خصائص کے حامل مجموعہ ہائے آیات کی بنیاد پر ہے نہ کہ سورتوں کی بنیاد پر؛ چناں چہ اس میں سورتوں کو توڑ کر ایک نئی ترتیب قائم کی گئی ہے۔ اس کوشش کو خود اہلِ مغرب میں بھی قبول حاصل نہ ہو سکا۔[12] ایک کوشش Regis Blachere کی فرانسیسی ترجمہ کی شکل میں ہے۔ اس میں سورتوں کی ترتیب تقریباً وہی ہے جو نولڈیکے نے قائم کی تھی۔ اس ترتیب میں ایک بنیادی خامی یہ ہے کہ اس میں نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے بالکل اعتنا نہیں کیا گیا۔[13] واٹ کے نزدیک اس سلسلے میں ہونے والی ابھی تک کی کوششوں میں نمایاں ترین کوشش رچرڈ بل کی ہے جن کا ترجمۂ قرآن ۱۹۳۷ اور ۱۹۳۹ میں شائع ہوا۔ بل نے مسلمان علما کے اس بنیادی موقف کو تسلیم کیا ہے کہ قرآنِ کریم کی اصل بنیاد چھوٹے چھوٹے قطعات ہیں جن کی جمع و تالیف کا بہت سارا مرحلہ وحی کی رہ نمائی کی بنیاد پر محمد ﷺ نے خود کیا تھا۔ واٹ نے اس کے دیگر خصائص کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔[14] اس کے علاوہ چند اور کوششیں بھی ہیں جن میں مصحفِ عثمانی کی معروف ترتیب کو چھوڑ کر نئی ترتیب اختیار کی گئی ہے۔ ان ترتیبات کی بنیاد تاریخی روایات اور عقلی احتمالات پر ہے۔ جن میں اسلوب، سیاق اور فواصل کو اہمیت دی گئی ہے۔

مسلمان اہلِ علم اور قرآن کریم کی نزولی ترتیب کے مطابق تفسیر

تفسیرِ قرآن کے عہد بہ عہد رجحانات کو پیشِ نظر رکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بیسویں صدی سے قبل مسلمان مفسرین میں قرآنِ کریم کی نزولی ترتیب کے مطابق تفسیر نویسی کا کوئی نمونہ موجود نہیں ہے۔ بیسویں صدی عیسوی تفسیرِ قرآن کے باب میں بھی، دیگر علومِ اسلامی کی طرح، ایک زرّیں دور کا آغاز ہے جس کو بعض اہلِ علم نے مسلم فکر کے حوالے سے بجا طور پر —— "افکار کا دور" (Age of Ideology) کہا ہے۔[15] اس عہد میں تفسیرِ قرآن کے متعدد رجحانات سامنے آئے جن میں منہجِ علمی (Scientific Exegesis)، منہجِ موضوعی، منہجِ نقدی، منہجِ حرکی وغیرہ شامل ہیں۔ انہی مناہجِ تفسیر میں ایک وہ ہے جس میں قرآنِ کریم کی تفسیر کے لیے اس کے معروف طریقہ کو چھوڑ کر قرآنِ کریم کی سورتوں کی ترتیبِ نزولی کو اختیار کیا گیا۔ اس طرزِ تفسیر پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اولاً یہ طرزِ تفسیر، دو رجحاناتِ تفسیر کے ضمن میں نمایاں ہوا اور پھر پورے قرآن پر اس طرزِ تفسیر کو منطبق کیا گیا۔ وہ دو طرزِ تفسیر منہجِ موضوعی اور منہجِ ادبی ہیں۔ اس ادبی یا بیانی منہج کو عرب دنیا میں بیسویں صدی میں محمد امین الخولی، عائشہ عبد الرحمان بنت الشاطی اور محمد احمد

12- Watt, 112.
13- Ibid.
14- See: Ibid. 113.

15 – خورشید احمد ندیم، **بیسویں صدی کا فہمِ اسلام** (لاہور: المورد، 2008ء)، 46۔

خلف اللہ نے پروان چڑھایا۔ یہاں اس منہج تفسیر کی نمائندہ تفاسیر، اس طرزِ تفسیر کے محرکات، امتیازات، فوائد اور اس منہج پر نقد و نظر پر مشتمل ایک مطالعہ پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ترتیبِ نزولی کی نمائندہ تفاسیر

قرآن کریم کی سورتوں کی نزولی ترتیب کے مطابق اب تک مندرجہ ذیل تفاسیر تحریر کی گئی ہیں:

۱۔ تفسیر بیان المعانی شیخ ملاحویش آل غازی الفراتی الدیرزوری

آپ ۱۸۸۰ء میں عانہ (عراق متصل شامی سرحد) میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ شرعیہ دیرزور (شام) میں فقہ کی تعلیم حاصل کی اور مزید تعلیم کے اعلیٰ مدارج دمشق میں طے کیے۔ عملی زندگی میں قضا اور وکالت کے شعبوں سے وابستہ رہے۔ آپ کے فراغت کے اوصاف علومِ اسلامیہ کے مطالعہ اور قرآنِ کریم کے لیے خاص تھے۔ انتقال دیرزور میں ۲۲/ فروری ۱۹۷۸ء میں ہوا۔ آپ کی تصانیف میں تفسیر **بیان المعاني** مطبوع اور **حسن البيان فى تجويد أحكام القرآن الكريم، مجموعة خطب، مواعظ في حسن البيان فى القرآن الكريم، حسن القول فى المفرد والفصول، علم الفرائض، أحسن السنن في الأذكار، القول في علم التوحيد، قواعد اللغة العربية** مخطوط ہیں۔[16]

تفسیر **بیان المعاني** چھ جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم تفسیری مجموعہ ہے جس کا آغاز مصنف نے ۱۷/ ستمبر ۱۹۳۶ء کو کیا۔[17] تفسیر کے آغاز میں ساٹھ صفحات کے قریب ایک جامع اور مبسوط مقدمہ ہے جو بارہ مطالب مشتمل ہے۔ ان میں تفسیر نویسی کی شرائط، فضائلِ قرآن، تشریعِ قرآنی، نزولِ قرآن، جمعِ قرآن، ناسخ و منسوخ، خلقِ قرآن اور وحی وغیرہ امور پر بحث کی گئی ہے۔ یہ امور بالعموم وہی ہیں جن میں علوم القرآن کی دیگر کتابوں میں بحث کی گئی ہے۔ ترتیبِ نزول کے مطابق تفسیر نویسی کے جواز کی بنیاد شیخ کے نزدیک حضرت علیؓ کا جمع کردہ مصحف تھا جو سورتوں کی نزولی ترتیب کے مطابق تھا اور اس کی وجہ شیخ کے نزدیک یہ تھی:

---

16 - عبد القادر ملاحویش آل غازی الفراتی الدیرزوری، **تفسیر بیان المعانی** (دمشق: مطبعة الترقي، س ن)، 1:1۔

17 - نفسِ مصدر، 1: 6۔

"...لا لأنه لم ير صحة ما أجمعوا عليه ، ولا لأنه حاشاه لم يعلم أن ذلک توقيفي لا محل للاجتهاد فيه ، بل أراد أن تعلم العامة تاريخ نزوله ومكانه وزمانه ، وكيفية إنزاله ، وأسباب تنزيله ، ووقائعه وحوادثه ، ومقدمه ومؤخره ، وعامه وخاصه ، ومطلقه ومقيده ، وما يسمى بناسخه ومنسوخه ، باديء الرأى ، دون تكلّف لمراجعة أو سؤال، ولمقاصد أخرى ستظهر للقاریء بعد أن شآء الله۔"[18]

"حضرت علیؓ نے قرآن کو جو نزولی ترتیب کے مطابق مرتب کیا تو] اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کے نزدیک صحابہ کرامؓ کی متفّق علیہ ترتیب درست نہ تھی اور نہ آپ قرآن کی ترتیب کے توقیفی اور محلِ اجتہاد نہ ہونے سے لاعلم ہو سکتے ہیں،بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ چاہتے تھے کہ عام لوگوں کو آسانی کے ساتھ نزولِ قرآن کی تاریخ ،وقت،جگہ ، کیفیت،اسباب اور واقعات وحوادث کا پتا چل سکے۔ نیز ان کو پہلے اور بعد میں نازل ہونے والے قرآن ،اس کے عام اور خاص، مطلق ومقید اور ناسخ ومنسوخ کا علم ہو۔اس کے علاوہ اس ترتیب کے اور مقاصد بھی تھے جو قاری کو ان شاءاللہ بعد میں معلوم ہوں گے۔"

اسی ترتیب کو تفسیر نویسی کی بنیاد قرار دینے کے فوائد کے متعلق شیخ لکھتے ہیں:

وليعلم أن تفسيره على رأى الإمام علي كرم الله وجهه لا يشک أحد بأنه كثير الفائدة عام النفع ، لأن ترتيب النزول غير التلاوة ، ولأن العلماء رحمهم اللّه لما فسروه على نمط المصاحف اضطروا لأن يشيروا لتلک الأسباب بعبارات مكررة ، إذ بين ترتيبه فى المصاحف وترتيبه بحسب النزول بعد يرمي للزوم التكرار بما أدى لضخامة تفاسيرهم ، ومن هذا نشأ الاختلاف بأسباب النزول والناسخ والمنسوخ والأخذ والرد فيما يتعلق فيهما، وقد علمت بالاستقراء أن أحدا لم يقدم تفسيره بمقتضى ما أشار إليه الإمام عليه السلام ، ويكفي القاریء مؤنة تلک الاختلافات وتدوينها، ويعرفه كيفية نزوله ويوقفه على أسباب تنزيله ، ويذيقه لذة معانيه وطعم اختصار مبانيه ، بصورة سهلة يسرة موجزة خالية عن الرد والبدل ، سالمة من الطعن والعلل ، مصونة من الخطأ والزلل ، فعن لي القيام بذلک ، إذ لا مانع شرعي يحول دون ما هنالک ، وأراني بهذا متبعا ، لا مبتدعا.[19]

---

[18] – نفسِ مصدر، 1: 3۔

[19] – نفسِ مصدر، 1: 3۔

> یہ بات جان لینی چاہیے کہ حضرت علیؓ کے نقطۂ نظر کے مطابق قرآنِ کریم کی تفسیر میں بلاشبہ کئی فوائد اور عمومی منافع پنہاں ہیں، کیوں کہ نزولی ترتیب، تلاوت کی ترتیب نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ علما، تفسیر میں مصحفی ترتیب کو اختیار کر کے اسبابِ نزول کو مکرّر عبارات کے ساتھ ذکر کرنے پر مجبور ہوئے ہیں، کیوں کہ ترتیبِ مصحفی اور ترتیبِ نزولی میں ایک بُعد پایا جاتا ہے، جس کے باعث تکرار کا پایا جانا ناگزیر ہے اور اس سے ان حضرات کی تفاسیر کی ضخامت میں اضافہ ہوا ہے۔ یہیں سے اسبابِ نزول، ناسخ و منسوخ اور ان سے متعلقہ امور کے بارے میں اخذ ورد میں اختلاف پیدا ہوا۔ مجھے تتبّع سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت علیؓ کے پیشِ نظر جو بات تھی اس کو سامنے رکھ کر کسی نے بھی تفسیر نہیں لکھی جو قاری کو ان اختلافات کی دشواری سے بے نیاز کر دیتی، کیفیتِ نزول اور اسبابِ نزول سے آگاہی فراہم کرتی، اس کو معانی قرآن کا لذّت آشنا بناتی اور اس کی بنیادوں کے اختصار کا ذوق فراہم کرتی اور وہ ایسے آسان اور مختصر طرز پر ہوتی جس میں رد و تبدل نہ ہوتا، طعن و علَل سے خالی ہوتا اور غلطیوں اور لغزشوں سے پاک ہوتا۔ چناں چہ مجھے اس کے لیے کمر بستہ ہونے کا خیال ہوا کیوں کہ اس کی راہ میں کوئی شرعی ممانعت حائل نہیں ہے۔ اور اس راہ میں مَیں اپنے آپ کو متبع ہی پاتا ہوں نہ کہ مبتدع۔

شیخ حویش کے ان بیانات سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

۱۔ ترتیبِ نزولی کے مطابق قرآنِ کریم کی تفسیر میں کئی فوائد ہیں، جیسے اسبابِ نزول، کیفیتِ نزول، ناسخ و منسوخ وغیرہ کا علم حاصل ہونا۔

۲۔ اسبابِ نزول کے بیان میں تکرار سے بچنا جس کے باعث مفسرین کی تفسیریں غیر ضروری طور پر ضخیم ہو گئی ہیں۔

۳۔ قاری کو اختلافات کی مشقت سے بچا کر سہل انداز میں معانیٔ قرآن کی لذت سے آگاہ کرنا.

۴۔ یہ طریقہ تفسیر بدعت نہیں ہے نیز اس میں غلطیوں کا امکان کم ہے۔ وغیرہ

ان امور پر نقد اس منہجِ تفسیر کی بقیہ تفاسیر کے تعارف کے بعد پیش کیا جائے گا۔

شیخ ہر سورہ کے آغاز میں دو اعداد ذکر کرتے ہیں جیسے: ۳۹-۷، ان میں پہلا عدد اس سورہ کی نزولی ترتیب جب کہ دوسرا عدد اس کی مصحفی ترتیب کو بتاتا ہے۔ سب سے پہلے سورۂ علق کو رکھا گیا ہے اور آخر میں سورۂ نصر کو۔ سورۂ علق قرآن کی دیگر بہت سی سورتوں کی طرح، ظاہر ہے کہ یک بارگی نازل نہیں ہوئی۔ اس کی پہلی پانچ آیات کے بعد ایک عرصہ وحی کا انقطاع رہا اور پھر سورہ مدثر کی آیات اتریں تاہم شیخؒ نے پوری سورہ کو آغاز میں درج کر کے اس کی تفسیر کی ہے اور سورتوں کو نزولی ترتیب کے مطابق رکھتے ہوئے انھوں نے یہ نہیں کیا کہ آیات کو بھی بعینہ اسی ترتیب پر رکھنے کے

درپے ہو جائیں جس ترتیب پر وہ اتری ہیں۔ البتہ جو آیات جس موقع پر اتری ہیں، تفسیر کے دوران میں دست یاب معلومات کی روشنی میں وہ ان کا زمان و مکاں متعین کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کی دو وجوہ ہیں۔ ایک تو اس لیے کہ سورتوں کے اندر آیات کی ترتیب توقیفی ہے اور اس سے عدول جائز نہیں ہے۔ چناں چہ شیخ نے صراحتاً لکھا ہے:

إنا نشير إلى الآيات التي لم تنزل مع سورها ونبين محالها ، لأنا إذا أفردناها على حدة يتبعض نظام القرآن وهو منزه عن التبعيض ويتغير نسق السور وهو منهي عنه شرعا لأن ترتيبه توقيفي كما بيناه هناك، ولهذا السبب لم نفرد الآيات التي نزلت منفردة عن سورها بل نثبتها في سورها ونكتفي بالماع إليها.[20]

جو آیات اپنی سورتوں کے ساتھ نہ اتری ہوں ہم نے ان کی طرف اشارہ کیا ہے اور ان کا محل بتلادیا ہے۔ کیونکہ جب ہم ان آیات کو علیٰحدہ طور پر جدا کر دیں گے تو اس سے قرآن کو فرد فرد کرنا لازم آتا ہے حالانکہ وہ اس طرح حصے بخرے کرنے سے منزّہ ہے، نیز اس سے سورتوں کے نظم میں تغیر لازم آتا ہے جو کہ سورتوں کی ترتیب کے توقیفی ہونے کی وجہ سے شرعاً ممنوع ہے۔ اس لیے ہم نے سورتوں سے جدا نازل ہونے والی آیات کو الگ ذکر نہیں کیا بلکہ ان کو ان سورتوں ہی میں باقی رکھا ہے اور ساتھ ان کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ عملاً ایسا کرنا ناممکن بھی ہے، علامہ سیوطیؒ نے عکرمہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

"لو اجتمعت الإنس والجن على أن يؤلفوه ذلک التأليف ما استطاعوا۔"[21]

”اگر تمام انسان اور جنات مل کر قرآن کریم کو اسی ترتیب پر مرتب کرنا چاہیں (جس پر اس کے اجزاء یکے بعد دیگرے نازل ہوئے) تو وہ اس طرح نہ کر سکیں گے۔“

یہیں سے مسلمان اہلِ علم کا یہ منہجِ تفسیر مستشرقین کی کاوشوں سے ایک گونہ ممتاز ہو جاتا ہے جو قرآنِ کریم کے ساتھ ایک تاریخی کتاب کا معاملہ کرتے ہوئے اس کو نئی ترتیب کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

شیخ حویشؒ آیات کی تفسیر میں سلف سے منقول تفسیری اقوال ہی پر اعتماد کرتے ہیں اور اس سلسلے میں وہ سلف کے احترام کو پورے طور پر ملحوظ رکھتے ہوئے ان لوگوں پر نقد کرتے ہیں جو ان کی کوششوں کو لاطائل گردانتے ہوئے

---

[20] – نفسِ مصدر، 1: 4۔

[21] – **الإتقان في علوم القرآن**، 1: 204؛ نفسِ مصدر، 1: 70۔

کتاب اللہ کو من مانی تاویلات کا تختہ مشق بناتے ہیں۔[22] رہا یہ سوال کہ اس طرزِ تفسیر نے وہ کون سا غیر معمولی خلا پر کیا ہے جو فہمِ قرآن کے میدان میں دیگر تفاسیر سے پر نہیں ہو سکا تو اس سے تعرّض بقیہ تفاسیر کے ذکر کے بعد عمومی تبصرے کے تحت کیا جائے گا۔

2۔ التفسیر الحدیث محمد عزۃ دَرْوَزَہ:

محمد عزۃ دروزہ نابلس (فلسطین) میں ۱۱/ شوال ۱۳۰۵ھ بمطابق ۲۱/ جون ۱۸۸۷ ء کو ایک معزّز خاندان میں پیدا ہوئے۔ مڈل تک تعلیم حاصل کی لیکن ناموافق حالات نے مزید تعلیم کی اجازت نہ دی اور ۱۹۰۶ء میں محکمہ ڈاک اور ٹیلی گراف میں ملازمت اختیار کر لی، لیکن آپ کے دل میں تعلیم کے چھوٹ جانے کا بے حد قلق تھا، تاہم آپ نے اس دوران میں اپنے خارجی مطالعے کو جاری رکھا۔ چناں چہ آپ نے اس دور میں مشہور فرانسیسی مؤرخ گستاؤلیبان، ہربرٹ اسپنسر اور یورپ کے دیگر ماہرینِ سائنس اور فلسفیوں کو پڑھا۔ اس کے علاوہ مسلم مفکرین میں محمد عبدہٗ، رشید رضا، رافعی ، امیر شکیب ارسلان، جورجی زیدان، شبلی شمیل اور قاسم امین کے فکر سے استفادہ کیا۔ دَرْوَزَہ نے اہلِ اختصاص علما کی صحبتوں سے بہت کم استفادہ کیا، آپ کی علمی پیش رفت زیادہ تر ذاتی محنت اور مطالعہ کی مرہونِ منت ہے۔ اوقاف، تعلیم اور سیاست کے میدانوں میں بھی آپ کی مصروفیات رہیں اور قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ خلافتِ عثمانیہ کے سقوط کے بعد استعمار کے خلاف اور عرب قومیت کا نعرہ بلند کرنے میں دروزہ نمایاں شخصیات میں سے ہیں۔ دروزہ کی تصانیف پچاس سے زائد ہیں جن میں موضوعات کا تنوّع پایا جاتا ہے۔ آپ کا انتقال ۱۹۸۴ء میں دمشق میں ہوا۔[23]

التفسیر الحدیث دس جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم تفسیری مجموعہ ہے۔ مصنّف نے اس تفسیر سے قبل سیرتِ نبویؐ پر تین کتابیں تحریر کیں۔ **عصر النبي ﷺ، سيرة الرسول ﷺ من القرآن** اور **الدستور القرآني في شؤون الحياة**۔ دوسری کتاب میں مصنف نے واقعاتِ سیرت کو قرآنِ کریم کی روشنی میں مرتب کرنے کی کوشش کی ہے، جب کہ تیسری کتاب کا موضوع انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں قرآنی دستور کی مرحلہ بہ مرحلہ وضاحت ہے۔ اسی فکر سے مزید تحریک پاتے ہوئے مصنف نے چاہا کہ قرآنی مفاہیم کو انھوں نے جس طرح ان کتابوں میں موضوع وار بیان کیا ہے، اس کی مستقل تفسیر بھی لکھنی چاہیے، چناں چہ انھوں نے یہ تفسیر لکھی جس کا ایک مقصد یہ تھا تنزیلِ قرآن اور اس کے مبادی و مفاہیم کی حکمت کو نئے اسلوب اور ترتیب کے ساتھ واضح کیا جائے۔ اس جدّتِ ترتیب کی ایک وجہ یہ تھی کہ

---

22 - حویش، مصدرِ سابق، 1: 13۔

23- http://asharqalarabi.org.uk/center/rijal-m-d.htm.

ہمارے نوجوان تقلیدی اسلوب سے بے زار ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے ان کا کتاب اللہ سے تعلق کم زور ہو چکا ہے اور وہ حیرت کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔[24]

تفسیر کی عمومی منہجی خصوصیات بیان کرنے کے علاوہ اس کے لیے ترتیبِ نزول اختیار کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ولقد رأينا أن نجعل ترتيب التفسير وفق ترتيب نزول السورة، بحيث تكون أولى السور المفسرة الفاتحة ثم العلق ثم القلم ثم المزّمل إلى أن تنتهي السور المكّية ثم سورة البقرة فسورة الأنفال إلى أن تنتهى السور المدنية لأننا رأينا هذا يتّسق مع المنهج الذي اعتقدنا أنه الأفضل لفهم القرآن وخدمته. إذ بذلک يمكن متابعة السيرة النبوية زمنا بعد زمن، كما يمكن متابعة أطوار التنزيل ومراحله بشكل أوضح وأدقّ، وبهذا وذاک يندمج القارىء في جوّ نزول القرآن وجوّ ظروفه ومناسباته ومداه، ومفهوماته وتتجلى له حكمة التنزيل.[25]

> ہم نے چاہا کہ تفسیر کی ترتیب کو نزولِ سورت کی ترتیب پر رکھیں کہ مکّی سورتوں میں پہلے سورۂ علق ہو پھر سورۂ قلم پھر مزمل الیٰ آخرہا اور مدنی سورتوں میں پہلے بقرہ ہو پھر انفال الیٰ آخرہا؛ کیوں کہ یہ طریقہ ہمارے نزدیک قرآنِ کریم کے فہم اور اس کی خدمت کا سب سے بہتر طریقہ ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے عہد بہ عہد سیرتِ نبویؐ کے قدم بہ قدم چلنا ممکن ہے، نیز اس کی بنیاد پر زیادہ واضح اور دقیق انداز میں قرآنِ کریم کے مرحلہ بہ مرحلہ نزول کے سنگ چلنا ممکن ہے۔ ان دونوں امور کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے قاری نزولِ قرآن، اس کے حالات و ظروف اور مفاہیم کی فضا کے ساتھ مربوط ہو جاتا ہے اور وقفے وقفے سے قرآنِ کریم کے نزول کی حکمت اس پر منکشف ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ مقدمۂ تفسیر کی فصلِ ثالث میں دروزہ نے الخطة المثلى لفهم القرآن وتفسيره (قرآن کے فہم اور تفسیر کا بہترین طریقہ) کے عنوان کے تحت تدبرِ قرآن کے ان اصولوں کو بیان کیا ہے جو ان کے نزدیک ایک قاری کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہیں۔ ان میں سب سے پہلے انھوں نے یہ بات کہی ہے کہ قرآنِ کریم اصل میں شروع سے آخر تک سیرتِ نبویؐ کے مراحل کا بیان ہے اور اس کا ہر جز واقعاتِ سیرت کے ساتھ مربوط ہے۔ اس کی ہر سورت یا اس کا کوئی نہ کوئی جزء نبی کریم ﷺ کی سیرت کے ساتھ کسی نہ کسی پہلو کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ اس لیے قرآنِ کریم کے ان اجزا کو واقعاتِ سیرت کے ساتھ مربوط کر کے دیکھنا قرآن اور سیرت دونوں کی تفہیم کے لیے ناگزیر ہے۔ پھر یہ کہ قرآن

---

24 - محمد عزت دروزة، **التفسير الحديث** [مرتب حسب ترتيب النزول]، (القاهرة: دار إحياء الكتب العربية، 1383ھ)، 1: 5.

25 - نفس مصدر، 1: 9۔

نے تدریجاً کس طرح کی تعلیمات دیں، ان میں تبشیر، انذار، دعوت، تہدید وغیرہ کے پہلوؤں سے کیا ارتقائی تبدیلیاں آئیں ،ان سب امور کا فہم اس حکمتِ تدریج کو جاننے کے لیے ضروری ہے اور اس کے لیے سب سے بہتر طریقہ کار یہی ہے کہ ان واقعات کو اپنی زمانی ترتیب کے تناظر ہی میں دیکھا جائے۔[26]

دَرْوَزَہ کے ان بیانات سے اس طریقۂ تفسیر کے بارے میں مندرجہ ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

۱۔اس سے واقعاتِ سیرت کی مرحلہ وار تفہیم آسان ہوتی ہے۔

۲۔ قرآنِ کریم کے تدریجاً نزول کی حکمت آشکارا ہوتی ہے۔

۳۔یہی طریقہ کار قرآنِ کریم کی تفسیر کا بہترین طریق ہے۔

۴۔ تقلیدی اسلوب کو چھوڑ کر اس طریقۂ کار میں نوجوانوں کے لیے ایک اپیل ہے جس سے وہ اللہ کی کتاب کے ساتھ مربوط ہو سکیں گے۔ ان امور پر تبصرہ اس طریقہ کار کی ایجابیات اور سلبیات کے عنوان کے تحت آئے گا۔

دروزہ کی تفسیر کے آغاز میں پونے تین سو صفحات کے قریب ایک قیمتی مقدمہ ہے جس میں انھوں نے علوم القرآن کے بارے میں بڑی نفیس ابحاث کو جمع کر دیا ہے جو عموماًیک جاطور پر کسی ایک جگہ نہیں ملتیں۔ یہ مقدمہ تین فصلوں پر مشتمل ہے، جن میں پہلی فصل قرآنِ کریم کے اسلوب، وحی اور اس کے اثر کے بارے میں ہے۔ دوسری فصل میں جمعِ قرآن، تدوین، رسمِ مصحف وغیرہ امور زیرِ بحث آئے ہیں جب کہ تیسری فصل قرآنِ کریم کی تفسیر کے بہترین اسلوب (مصنف کے نزدیک) کے بارے میں ہے۔

3-فهم القرآن الحكيم – التفسير الواضح حسب ترتيب النزو ل ،محمد عابد الجابری:

یہ تفسیر سال2008ء میں پہلی مرتبہ منظرِ عام پر آئی اور تین حصوں میں طبع ہوئی ہے ۔عابد الجابری عرب دنیا کے روشن خیال اہلِ علم میں شمار ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے افکار اور یہ تفسیر نقد و نظر کا موضوع بنی ہے۔[27]

---

[26] – نفس مصدر، 1: 141۔

[27]- http://vb.tafsir.net/tafsir19800/#.VYpXyfmqqko.

4-مشاهد القيامة في القرآن سید قطب

سید قطبؒ کی تفسیر **في ظلال القرآن** مصحفی ترتیب کے مطابق ہی ہے۔ قرآنِ کریم میں یومِ قیامت کے احوال کے موضوعی مطالعے پر سید قطب نے ایک کتاب تحریر کی جس میں قرآن کی ترتیبِ نزولی پر اعتبار کیا گیا ہے۔ یہ کتاب تفسیر کی کوئی مستقل کتاب تو نہیں ہے، البتہ مناظرِ قیامت کا ایک موضوعی مطالعہ ہے۔ اس مطالعہ کی منہجی بنیاد کے بارے میں سید تحریر فرماتے ہیں:

وكانت أمامي طرق عدة لعرض هذه المشاهدة وتبويبها، لكنّي اخترتُ الطريق الاستعراضي مراعيا الترتيب التاريخي على قدرالإمكان لورودها، فعرضتها بترتيب السور الّتي وردت فيها، ورتّبتُ هذه السوَر حسبَ نزولها...[وهذه الطريقة] هي طريقة على مابها من المآخذ، تهيئ للقاريء أن يستعرض هذه المشاهد خالصةً،ويستجلي جمالها الفني... وأناأعلم أن هذه المشاهد لاتبدو في جمالها الكامل الّا اذا استعرضت مع السياق الذي وردت فيه .[28]

اس مطالعہ کو پیش کرنے اور ابواب میں تقسیم کرنے کے لیے میرے پیشِ نظر متعدّد طریقے تھے، لیکن میں نے استعراضی طریقہ کو ترجیح دی ہے اور بقدرِ امکان ان مناظر کے وقوع کی تاریخی ترتیب کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کو ان سورتوں کی ترتیب کے مطابق درج کیا ہے جن میں یہ واقع ہوئے ہیں اور سورتوں کو میں نے ان کے نزول کے مطابق ترتیب دیا ہے۔۔۔اور یہ طریقہ (باوجودے کہ اس پر تحفّظات ہیں) قاری کو یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ ان مناظر کو خالص واقعی صورت میں دیکھے اور ان کے فنی جمال سے آگاہ ہو اور مجھے یقین ہے کہ یہ مطالعہ اپنے مکمل حسن وجمال کے ساتھ تب ہی آشکار ہو سکتا ہے جب ان کو اسی سیاق میں پیش کیا جائے جس میں یہ وارد ہوئے ہیں۔

سید کے یہ بیانات اس مطالعے کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔ تاہم اس موضوعی مطالعے اور مسلسل تفسیر میں فرق ہے۔

5- تفسیر الہام الرحمان، مولانا عبید اللہ سندھی

مولانا عبید اللہ سندھی نے ۱۲۸۹ھ محرم الحرام کے مہینے میں سیالکوٹ پاکستان کے ایک سکھ گھرانے میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد آپ کی ولادت سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ سکول کی ابتدائی تعلیم کے دوران ہی ایک مبارک خواب کی بدولت آپ اسلام کی طرف مائل ہوگئے اور پھر تحفۃ الہند اور تقویۃ الایمان جیسی کتب کا مطالعہ شروع کر دیا یہاں

[28] - سید قطب، **مشاهد القيامة في القرآن** (القاهره: دارالشروق،2006ء)،10ومابعد۔

تک کہ آپ کو مکمل طور پر شرح صدر ہو گیا اور پھر آپ نے شیخ محمد صدیق بھرچونڈوی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد آپ نے کانپور اور دیوبند میں شیخ احمد حسن اور شیخ الہند محمود حسن دیوبندی سے اکتساب فیض فرمایا۔ جنگ عظیم اول کے دوران آپ افغانستان ہجرت کر گئے اور ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ کو کابل پہنچے وہاں پر والی افغانستان حبیب اللہ خان کے ساتھ ملنے کے ہندوستان کے لیے مختلف قابل عمل حل پیش کیے اور کچھ عرصے کے لیے افغانستان کی حکومت کا حصہ بھی رہے۔ وہاں سے آپ تاشقند اور بخارا سے ہوتے ہوئے روس کے دارالحکومت ماسکو میں تشریف لے گئے اور تقریباً ۹ ماہ تک ماسکو میں قیام کیا جس کے دوران آپ کو کیمونزم کو قریب سے پڑھنے اور سمجھنے کا موقع ملا۔ ماسکو کے بعد آپ ترکی بھی گئے اور اس کے بعد آپ مکہ مکرمہ میں چلے گئے اور ۱۵ سال تک قرآن کریم کا درس دیتے رہے وہیں پر آپ نے اپنے شاگردوں کو قرآن کریم کی تفسیر کی املاء کروائی۔ مکہ مکرمہ میں ۱۵ سا قیام کرنے کے بعد آپ واپس ہندوستان لوٹے اور کراچی آ گئے۔ آپ کے شاگردوں میں مولانا احمد علی لاہوری، پروفیسر محمد سرور اور شیخ موسیٰ جاراللہ معروف ہیں۔ آپ کا انتقال ۳ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ کو ہوا اور آپ بہاولپور کے نواحی قصبے دین پور میں مدفون ہیں۔

آپ کی معروف تصانیف میں تفسیر **المقام المحمود**، تفسیر **إلهام الرحمان**، **قرآنی شعور انقلاب**، **قرآن کا مطالعہ کیسے کیا جائے؟** **مجموعہ تفاسیر امام سندھی**، **شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ**، **شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک**، **فکر ولی اللہی کا تاریخی تسلسل**، **شعور و آگہی**، **خطبات و مقالات** اور **ذاتی ڈائری** زیادہ معروف ہیں۔[29]

یہ تفسیر مولانا عبید اللہ سندھی نے اپنے شاگرد موسیٰ جاراللہ جو ان کو روس میں ملے اور پھر مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران آپ کے ساتھ رہے کو املا کروائی اور انہوں نے اپنے شیخ سے سن کر صرف ۱۵۰ دنوں میں تحریر کر دی۔

اس کے بعد شیخ غلام مصطفیٰ قاسمی سندھی نے اس تفسیر پر تحقیق و تعلیق کا کام کیا اور سورۃ فاتحہ تا سورۃ انفار ایک نسخہ تیار کر کے شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد پاکستان سے شائع کیا۔ اس کے علاوہ شیخ عبد الرزاق نے اس تفسیر کا سورۃ بقرۃ سے سورۃ مائدۃ تک اردو ترجمہ اس کے بعد مولانا محمد قاسم نے تفسیر کے مقدمہ سے لے سلے سورۃ فاتحہ سورۃ انعام سے سورۃ توبہ تک اردو ترجمہ کیا جس کو مولانا محمد معاویہ نے کبیر والہ ملتان سے شائع کیا۔ یہی ترجمہ اس وقت لائبریریوں میں موجود ہے، اس تفسیر کا بقیہ حصہ ابھی تک شائع نہیں ہو سکا، اگرچہ اس تفسیر پر، جو کہ ایک مخطوط کی شکل میں موجود تھی

---

29 – تفصیلی حالات زندگی کے لیے دیکھیے: عبد الحی الحسنی، **الإعلام بمن في تاريخ الهند من الأعلام المسمى بـ (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر)** (بیروت: دار ابن حزم، 1999ء)، 8: 1300۔

، تحقیق و تعلیق پر بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی کے ڈاکٹریٹ کے تین مقالات (جن میں راقم کا مقالہ بھی شامل ہے) تحریر کیے گئے ہیں جو کہ تاحال طبع نہیں ہو سکے۔

اس تفسیر کے حوالے سے اہل علم کے درمیان ایک اختلاف اس نکتے پر بھی پایا جاتا ہے کہ آیا یہ مکمل تفسیر خود مولانا سندھی کی املا کردہ ہے یا اس میں آپ کے شاگردوں کی طرف سے کچھ حک و اضافہ کیا گیا ہے؟

چناں چہ اس پر علما کے درمیان دو آرا پائی جاتی ہیں۔ایک رائے مولانا عبد الحمید خان سواتی، مولانا زاہد الراشدی اور مولانا عبد الحق خان بشیر کی ہے کہ یہ مکمل تفسیر جو مخطوط کی شکل میں موجود ہے، اس کی نسبت کلی طور پر مولانا سندھی کی طرف کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ اس تفسیر میں آپ کے تلامذہ کے افکار و رجحانات بھی شامل ہیں،[30] لیکن بعض علما مثلا ابو سلمان شاہ جہان پوری کی رائے یہ ہے کہ یہ مکمل تفسیر مکمل طور پر مولانا سندھی کی اپنی ذاتی فکر پر مبنی تفسیر ہے[31]، البتہ تعبیر بعض مقامات پر آپ کے تلامذہ کی ہے اور مولانا سندھی کی دیگر تصانیف جو ان کے دیگر شاگردوں مثلا پروفیسر محمد سرور وغیرہ نے مرتب کی ہیں ان سے مفہوم ان کی فکر سے یہی دوسرا قول صائب معلوم ہوتا ہے۔

تفسیر الہام الرحمان کا منہج اور اہم خصوصیات

- یہ تفسیر ابھی تک مکمل مطبوع حالت میں مطبوع نہیں ہے بلکہ مخطوط کی شکل میں مختلف لائبریریز (ملائیشیا، ڈاکٹر حمید اللہ لائبریری اسلام آباد) میں موجود ہے۔
- یہ تفسیر املائی تفسیر ہے اور عام مفسرین کے منہج سے ہٹ کر ہے کہ اس میں آپ کے تلامذہ نے کوئی اضافہ کیا نہ ہی اس کا دیگر زبانوں میں ترجمہ کیا۔
- تفسیر کا زیادہ تر حصہ عربی زبان میں البتہ بعض اصطلاحات کو مولانا نے اردو میں ذکر کیا ہے اگر چہ ایسے کلمات کی تعداد بہت کم ہے، نیز مولانا سندھی نے اردو میں **المقام المحمود** کے نام سے ایک مستقل تفسیر لکھی ہے۔
- یہ تفسیر بھی مقالے میں مذکور دیگر تفاسیر کی طرح نزولی ترتیب پر ہے۔
- تفسیر میں سب سے پہلے مولانا سندھی آیات کا ایک عنوان ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اس عنوان کی تحدید کرتے ہیں اس کے بعد ان آیات کی تفسیر شروع کرتے ہیں مثلا سورۃ البقرہ میں جب آیۃ الکرسی کی تفسیر کی ابتدا کی تو فرمایا:

30- عبد الحمید سواتی، **مولانا عبید اللہ سندھی کے علوم وافکار**، (گوجرانوالہ: مکتبہ حمیدیہ، ۱۴۲۳ھ)، ۶۷۔

31- ابو سلمان شاہ جہاں پوری، **امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی حیات وخدمات** (لاہور: سندھ ساگر اکادمی، 2016ء)، 261۔

الباب الخامس في بيان الخلافة، ابتداؤه من آية الكرسي إلى آخر السورة . وقد ذكرنا لكم أنه كان عندنا تقسيم آخر، وإنما رجعنا إلى هذا التقسيم ليكون الابتداء في كل باب بآيات، فيها ذكر الله وذكر الإيمان بالله و التوجه إلى حظيرة القدس. 1- باب الأخلاق من قوله: "فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ". 2- الباب الثاني من قوله: "وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ". 3- الباب الثالث: "لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ". 4- الباب الرابع "اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ".5- الباب الخامس يتقدم عليها باب إثبات الضرورة و الحاجة إلى نزول القرآن. فالنظرية التي حققناها في باب الخلافة.[32]

6-معارج التفکر و دقائق التدبر،عبد الرحمٰن حسن حبنکہ المیدانی

ترتیبِ نزولی کے مطابق تفسیر کا ایک وقیع کام معروف علمی شخصیت شیخ عبد الرحمٰن حسن حبنکہ المیدانی کا ہے۔ آپ کا نام عبد الرحمان بن حسن بن مرزوق ہے۔ آپ کی ولادت ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۷ء کو دمشق کے محلّہ میدان میں ہوئی جس کی نسبت سے آپ کو میدانی کہا جاتا ہے۔ آپ کے والدِ گرامی حسن حبنکہ دمشق کے کبار علما میں سے تھے۔ انھوں نے اپنا ایک تعلیمی ادارہ "معہد التوجیہ الاسلامی" کے نام سے قائم کیا ہوا تھا اور شیخ میدانیؒ کی تعلیم کا آغاز اپنے عظیم والد کی سرپرستی میں اسی ادارہ سے ہوا۔ اس ادارہ کی تعلیم قدیم طرز پر تھی جس میں طلبہ کا سفر مختصر متون سے مطوّلات کی طرف ہوتا تھا۔ شیخ حسن حبنکہؒ طلبہ کی تعلیم کے ساتھ ان کے مزاج کی داعیانہ تربیت کا خیال رکھتے تھے ۔ مساجد میں وعظ و ارشاد کے لیے ان سے درس اور خطبات تیار کرواتے جس کے نتیجے میں طلبہ کا طالب علمی ہی سے عامّۃ الناس سے ایک ربط رہتا تھا۔ شیخ حسن حبنکہؒ کے اس مدرسہ سے کبار علما کی ایک کھیپ تیار ہوئی جس میں شیخ حسن کے اپنے بھائی صادق حبنکہ (جو ان کی وفات کے بعد مدرسہ کے سرپرست مقرر ہوئے۔)، شیخ حسین خطاب (شیخِ قرآءِ دمشق) شیخ کریم راجح (موجودہ شیخ قرآءِ دمشق) شیخ مصطفی الخِن اور دیگر علما شامل ہیں۔ شیخ عبد الرحمٰن حسن حبنکہ المیدانیؒ اس مدرسہ سے ۱۳۶۷ھ میں فارغ ہوئے اور یہیں پر ۱۳۷۴ء تک فقہ، اصول، توحید، منطق اور بلاغت کے علوم کی تدریس کی۔ اس کے بعد وہ ازہر میں کلیہ شریعہ میں مزید تعلیم کی غرض سے وابستہ ہوئے اور شہادتِ عالمیہ اور تدریس کی اجازت حاصل کی ۔ ازہر سے فراغت کے بعد آپ نے دمشق میں علومِ شرعیہ کی تدریس شروع کی اور وزارتِ اوقاف میں تعلیم شرعی کے مدیر مقرر کئے گئے۔ ۱۹۶۷ء کے بعد سعودی عرب منتقل ہو گئے اور جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ میں دو سال تک تدریس کی ۔ اس کے بعد جامعہ اُمّ القریٰ میں تقریباً تیس سال تک اسلامی ثقافت، معاصر فکری رجحانات اور دیگر علوم

[32]- عبید اللہ سندھی ،**مخطوط تفسير إلهام الرحمن**،سورة البقرة، 3 :82-83۔

کا درس دیا۔ ستر برس کی عمر میں سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہو گئے اور اسی دوران میں مکہ مکرمہ میں رابطہ عالمِ اسلامی کی مجلس تاسیسی اور ہیئۃ الاغاثۃ الاسلامیۃ کی مجلس کے رکن بنائے گئے۔ جامعہ کی مشغولیات سے فراغت کے بعد آپ نے اپنے عہدِ پیری کی باقی ماندہ سبھی توانائیوں اور اوقات کو کتاب اللہ کے تدبر پر صرف کیا۔ شیخ میدانی نے کئی تصانیف چھوڑی ہیں جن کی ایک فہرست حسبِ ذیل ہے۔

ا:اسلام کے مختلف پہلوؤں پر کتابیں

1-العقيدة الإسلامية وأسسها 2-الأخلاق الإسلامية وأسسها ۳-الحضارة الإسلامية وأسسها ووسائلها۴-الأمة الربانية الواحدة ۵-فقه الدعوة إلى الله وفق النصح والإرشاد.

ب:قرآنیات

ا-قواعدُ التدبُّر الأمثَل لكتاب الله عزَّ وجلَّ(تفسیر اور تدبّرِ قرآن کے اصول) **۲-مَعارجُ التفكُّر ودقائقُ التدبُّر** (تفسیرِ قرآن-۱۵ جلد) **۳-أمثالُ القرآن وصُوَرٌ من أدبه الرَّفيع**(تمثیلاتِ قرآنی کا ادبی مطالعہ)

ج-سلسلہ اعداءِ اسلام

ا- مكاية يهودية عبرَ التاريخ ۲- صراعٌ مع الملاحدة حتى العَظْم ۳-أجنحة المكر الثلاثة وخَوافيها (مشنریز،استشراق اور استعمار کا مطالعہ) **۴- الكَيْدُ الأحمرُ** (سرمایہ دارانہ نظام کا مطالعہ) **۵-غَزوٌ في الصَّميم ۶-كَواشِفُ زُيوفٍ في المذاهب الفكرية المعاصرَة ۷-ظاهرة النفاق وخَبائثُ المنافقين في التاريخ**

د:سلسلہ ادبِ اسلامی

ا-مبادئ في الأدب والدَّعوة ۲-البلاغة العربية: أسسها وعلومها وصور من تطبيقاتها 3 -ديوان ترنيمات إسلامية ۴-ديوانُ آمَنتُ بالله(شعر)

۵: متفرق کتابیں

۱۔ **ضَوابطُ المعرفة وأصولُ الاستدلال والمناظَرة** ۲۔**بَصائرُ للمسلم المعاصِر** ۳۔**الوالدُ الداعية المربِّي الشيخُ حسن حَبَنَّكة المَيداني** (اپنے والد محترم کی سوانح عمری) ۴۔**التحريف المعاصر** (ڈاکٹر محمد شحرور کی کتاب: **الکتاب والقرآن قراءة معاصرة** کارد)

آپ کی وفات ۲۵ / جمادیٰ الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۴ء کو اسّی برس کی عمر میں دمشق میں اپنے آبائی قصبے میدان میں ہوئی۔ نمازِ جنازہ میں کثیر تعداد میں اہلِ علم اور دیگر لوگوں نے شرکت کی۔[33]

تفسير معارج التفكر ودقائق التدبر

قرآنِ کریم کی سورتوں کی نزولی ترتیب کے مطابق لکھی جانے والی تفاسیر میں یہ تفسیر تدبر کی گہرائی اور مصنف کے فضل و کمال کے اعتبار سے ایک منفرد تفسیر ہے۔ یہ تفسیر اصل میں مصنّف کے ان چالیس اصولوں کی عملی تطبیق ہے جو انھوں نے اپنی تصنیف **قَوَاعِدُ التَّدَبُّرِ الأَمْثَل لِكِتَابِ الله عَزَّوَجَلَّ** میں بیان کیے ہیں۔ یہ قواعد انھوں نے قرآنِ کریم کے ساتھ اپنے طویل تعلق، مفسرین کی تفاسیر کی ممارست اور گہرے غور و فکر کے بعد پیش کیے ہیں اور قرآنی مثالوں کی روشنی میں ان کی شرح و توضیح کی ہے۔

قرآنِ کریم کے مراحل نزول کا تتبع شیخ میدانیؒ کے نزدیک تدبرِ قرآن کا ایک اہم ترین اصول ہے جس پر انھوں نے اپنی تفسیر کی بنیاد رکھی ہے۔ کتابِ مذکور میں شیخ نے نواں قاعدہ اسی مقصد کے لیے خاص کرتے ہوئے اس کا عنوان حول تتبّع مراحل التنزيل رکھا ہے۔ مراحلِ تنزیل کے تناظر میں آیات کو دیکھنے سے متعلق شیخ میدانی کے اس قاعدے پر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عقیدہ اور اصولِ دین کی آیات کو دیگر انواع کے مقابلے میں ایک مختلف حیثیت دیتے ہیں۔ آیاتِ عقیدہ کے متعلق ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ان میں بعد والی آیات کو پہلی آیات ہی کے ساتھ مربوط کیا جائے گا اور سب کو ایک ایسے مجموعے کی حیثیت سے دیکھا جائے گا جو گویا یک بارگی نازل ہوا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عقیدہ اور اصولِ دین کی حیثیت آفاقی اور ابدی اصولوں کی ہے جو زمان و مکاں سے ماورا، قطعی اور نا قابلِ تغیر ہوتے ہیں

[33] ۔ حالات زندگی کے لیے ملاحظہ کیجیے، مصنف کی زوجہ عائدہ راغب الجراح کی کتاب **عبد الرحمن حبنكة الميداني العالم المفكر المفسر**۔

اور یہ ایک مسلمہ ضابطہ ہے۔ البتہ احکام میں چوں کہ نسخ کا وقوع ہوتا ہے اس لیے آیاتِ احکام کے بارے میں شیخ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ان میں آیات کے مراحلِ نزول کو پیشِ نظر رکھنا بے حد ضروری ہے۔ اس کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

على متدبركتاب الله أن يجتهد في تتبع مراحل تنزيل القرآن، ويبني فهمه على أساس تدرج التشريع ،حتى لايقع في خطأ اعتماد آية سابقة النزول في تدرّج التشريع مع أنه قد نزل بعده تكميل أو بيان لأحكام المرحلة اللاحقة وحتى لا يقع في خطأ تصور معارضة الآية السابقة لما نزل بعدها في موضوعها الذي تعالجه من موضوعات التكاليف والأحكام ووسائل التربية وطرائق الإصلاح وأساليب الدعوة وألوان الجهاد.[34]

کتاب اللہ پر تدبّر کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآنِ کریم کے نزول کے مراحل کی چھان پھٹک کرے اور تشریع کے تدریجی مراحل پر اپنے فہم کی بنیاد رکھے تاکہ وہ مرحلہ وار نازل ہونے والے احکامِ شریعت کے معاملے میں کسی پہلے نازل ہونے والی نص پر اعتماد کر لینے کی غلطی نہ کرے، کیوں کہ اس کے بعد کوئی ایسی نص آئی ہوتی ہے جو پہلی نص کی تکمیل کرنے والی یا اگلے مرحلہ کے احکام کی وضاحت کر رہی ہوتی ہے۔ اس طریقہ کار کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ قاری پہلے اترنے والی آیت کے موضوعات (تکالیف و احکام، وسائلِ تربیت، اصلاح کے طریقوں، اسالیبِ دعوت اور انواعِ جہاد) میں بعد والی آیت کو اس کے ساتھ متعارض سمجھنے کی غلطی نہیں کرے گا۔

آیاتِ احکام کی طرح آیاتِ تربیت کے بارے میں بھی شیخ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ان کو تدریجی تناظر میں دیکھا جائے گا، کیوں کہ جس طرح کسی مریض کی ظاہری صحت کے لیے ایک حاذق طبیب مختلف تاثیرات کی حامل ادویات کو مریض کی نوعیت اور کیفیت کے مطابق تجویز کرتا ہے اسی طرح ایک دانش مند مربی اپنے تربیت یافتہ افراد کی روحانی اور اخلاقی تربیت کے لیے ان کے اخلاقی اور روحانی نقائص کو پیشِ نظر رکھ کر ہی تربیتی عمل کی منصوبہ بندی کرے گا ورنہ اس تربیت کے اجزا اپنی ذات میں قیمتی ہونے کے باوجود مطلوبہ نتائج نہ دے سکیں گے اور یہ عمل ثمر بار نہ ہو سکے گا۔

[34] – عبد الرحمٰن حسن حبنکہ المیدانی، **قواعد التدبر الأمثل لکتاب اللہ عز وجل** (دمشق: دار القلم، 2009ء)، 151۔

یہ بات اپنی جگہ درست ہے، تاہم جو مفسرین عام مصحفی ترتیب ہی کو تفسیر قرآن میں اپناتے ہیں، وہ بھی عملی طور پر آیاتِ احکام کو تدریجی انداز ہی میں دیکھتے ہیں اور جو مقصود قرآن کی تفسیر میں نزولی ترتیب کو اپنانے والے حضرات حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہ عام اسلوب کو بھی اپنانے سے ممکن ہے۔

مذکورہ تفاسیر کے علاوہ اس طرزِ تفسیر کا چلن ایران میں بھی ہوا ہے، چناں چہ وہاں کے ایک انجینئر مہدی بازرگان نے ایک تفسیر **پا به پای وحی** کے نام سے تحریر کی۔ اسی طرح ایک تفسیر عبد الکریم بہجت پور نے **همگام به وحی** کے نام سے لکھی۔

نزولی ترتیب پر تفسیرِ قرآن کے فوائد

قرآنِ کریم کی نزولی ترتیب کے مطابق تفسیر کرنے والے مفسرین کی تحریروں کی طرف رجوع کیا جائے تو ان کے ہاں اس طریق کے مختلف فوائد ملتے ہیں، جنھیں حسبِ ذیل نکات کی صورت میں بیان کیا جاسکتا ہے:

1- اس سے یکے بعد دیگرے نزولِ وحی کے مختلف مراحل کو جاننا آسان ہو جاتا ہے۔
2- اس کے نتیجے میں قرآن کے معانی کو سمجھنے اور اس میں تدبر کرنے میں مدد ملتی ہے اور قرآن کی ادبی اسلوب کی گہرائیوں کا اندازہ ہوتا ہے۔
3- اس کے ذریعے افراد اور معاشرے کی تدریجا تربیت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔
4- نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ جن مراحل سے گزری ہے، اس کو قرآن کی روشنی میں جاننے کے لیے اس ترتیب سے تعرض ناگزیر ہے۔
5- شرعی احکام کے سمجھنے میں اس ترتیب پر تفسیر کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے آیات کی تقدیم و تاخیر کے سمجھنے میں غلطی نہیں ہوتی۔
6- اس سے اسبابِ نزول کی کثرت سے بھی حفاظت سے جس کا ذکر کتبِ تفسیر میں ملتا ہے۔[35]

[35] - ان فوائد کو اس طریقِ تفسیر کے حاملین کی کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ محمد مجلی احمد ربابعہ نے اپنے مختصر مقالے **تفسير القرآن الكريم على ترتيب النزول (منبعه وفوائده)** میں ان فوائد کو ان کتابوں کے حوالے سے جمع کر دیا ہے۔ دیکھیے: محمد مجلی احمد ربابعہ، **"تفسير القرآن الكريم على ترتيب النزول (منبعه وفوائده)"، مجلة دراسات علوم الشريعة والقانون**، 37: 1، 2010۔

ترتیبِ نزولی کے مطابق تفسیر نقد و نظر کی میزان میں

قرآنِ کریم کی نزولی ترتیب کے مطابق لکھی جانے والی تفاسیر کا ذکر اور ان کے منہجی خصائص کا جائزہ سابقہ سطور میں پیش کیا گیا۔ اب اس طرزِ تفسیر کا تنقیدی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

پہلے محمد عزت دَرْوَزَہ کی تفسیر کا ایک اقتباس ذکر کیا گیا ہے، جس کا ترجمہ یہاں دوبارہ دیا جاتا ہے؛ دروزہ کہتے ہیں:

> ہم نے چاہا کہ تفسیر کی ترتیب کو نزولِ سورہ کی ترتیب پر رکھیں کہ مکّی سورتوں میں پہلے سوۂ علق ہو پھر سورۂ قلم پھر مزمل الیٰ آخرہا اور مدنی سورتوں میں پہلے بقرہ ہو پھر انفال الیٰ آخرہا؛ کیوں کہ یہ طریقہ ہمارے نزدیک قرآنِ کریم کے فہم اور اس کی خدمت کا سب سے بہتر طریقہ ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے عہد بہ عہد سیرتِ نبویؐ کے قدم بہ قدم، نیز اس کی بنیاد پر زیادہ واضح اور دقیق انداز میں قرآنِ کریم کے مرحلہ بہ مرحلہ نزول کے سنگ چلنا ممکن ہے۔ ان دونوں امور کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے قاری نزولِ قرآن، اس کے حالات و ظروف اور مفاہیم کی فضا کے ساتھ مربوط ہو جاتا ہے اور وقفہ وقفہ سے قرآنِ کریم کے نزول کی حکمت اس پر منکشف ہوتی ہے۔[36]

نزولِ قرآن کی ترتیب کے مطابق تفسیر کا بلاشبہ یہ فائدہ ضرور ہے کہ اس سے سیرتِ نبوی ﷺ کی مرحلہ وار صورتِ حال اور دعوتِ اسلامی کے ارتقا کا اندازہ ہوتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ قرآنِ کریم تیئس سال کے عرصے میں اس طرح نازل نہیں ہوا کہ ایک ایک سورہ مکمل نازل ہوئی ہو، پھر اس کے بعد دوسری۔۔ بلکہ ضرورتوں کے مطابق قرآن کبھی مکمل سورت کی شکل میں اور کبھی آیات کے اجزا کی شکل میں نازل ہوتا رہا ہے، جب کہ وہ ترتیب اس شکل میں اب کہیں بھی محفوظ نہیں ملتی۔ اس سلسلے میں جو بھی کوشش ہو گی وہ ظن اور قیاس کی بنیاد پر ہو گی۔ اس نزول کے سلسلے میں جو روایات ملتی ہیں، وہ بھی داخلی اضطراب سے محفوظ نہیں ہیں۔

قرآنِ کریم کی موجودہ ترتیب میں اعجاز کی کئی انواع پائی جاتی ہیں جو اسے نزولی ترتیب سے مرتب کرنے میں نہیں مل سکتیں۔ اس نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ سعید حویٰ[37] کہتے ہیں:

> ومن هذا المعنى والمعاني الأخرى التي ذكرناها حول ترتيب القرآن نجد أن هذا الترتيب للقرآن فيه من أنواع الإعجاز ما لا يحيط به البشر، فما أكثر جنون أولئكم الذين لا

36- ان روایات پر کلام کے لیے دیکھیے: ربابعہ، نفس مرجع۔

37- آپ 1935ء کو حماۃ (شام) میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام محمد دیب حویٰ تھا۔ والدہ دو سال کی عمر میں انتقال کر گئیں، بچپن مشکلات کا دور تھا۔ حالاتِ زندگی کے لیے دیکھیے: سعید حوی، **هذه تجربتي وهذه شهادتي**۔

يدركون أسرار هذا الترتيب، ويطالبون بترتيب آخر أو يعترضون على هذا الترتيب، وما أكثر ما أخطأ- وغفر الله له- من حاول أن يفسر القرآن على غير ترتيبه الحالي، كأن فسره على حسب ترتيب النزول في زعمه، وهو موضوع لا توجد أدواته أصلا ولا أدلته بشكل يستقصي القرآن كله، وذلك من فعل الله لهذا القرآن؛ حتى لا تفكر الأمة إلا بهذا الترتيب الخاص لما يحويه من إعجاز ويترتب عليه من مصالح[38].

اس معنی اور دیگر معانی جن کا ہم نے قرآن کی ترتیب کے حوالے سے ذکر کیا، ان میں قرآن کے اعجاز کی ایسی انواع ہیں جن کا ادراک انسان نہیں کر سکتا۔ وہ لوگ کس قدر نادان ہیں جو قرآن کی موجودہ ترتیب کے اسرار کو نہیں پاسکتے اور دوسری ترتیب کے خواہاں ہیں یا اس ترتیب پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور کس قدر غلطی پر ہیں وہ لوگ، اللہ انھیں معاف فرمائے، جو موجودہ ترتیب کو چھوڑ کر دوسری ترتیب، جیسے اپنے زعم کے مطابق ترتیبِ نزولی، پر تفسیر کے لیے کوشاں ہیں۔ یہ ایسا موضوع ہے جس کے وسائل اور دلائل ہی سرے سے معدوم ہیں کہ وہ پورے قرآن کو حاوی ہو سکیں۔ موجودہ ترتیبِ قرآن اس قرآن کے ساتھ اللہ کے خاص فعل کی مرہونِ منت ہے تاکہ امت اسی خاص ترتیب پر ہی غور وخوض کرے کیوں کہ اس میں اعجاز اور مصلحتیں پائی جاتی ہیں۔

قرآن کریم کی موجود ترتیب جو کہ توقیفی ہے اس پر امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے، جب کہ متبادل کسی بھی ترتیب پر نہ صرف یہ کہ امت کا اجماع نہیں ہوا، بلکہ اس کے قائلین اس کے متبادل کسی ترتیب پر متفق نہیں ہیں۔ جیسا کہ فہد بن عبد الرحمن بن سلیمان الرومی نے اپنی تصنیف **اتجاهات التفسير في القرن الرابع عشر** میں اس طرف اشارہ کیا ہے:

يرى دعاة المنهج الأدبي في التفسير أن ترتيب آيات القرآن الكريم حسب تاريخ نزولها أمر ضروري للتفسير وخطوة لا بد منها قبل الإقدام عليه. ولي في هذا ملاحظتان أذكرهما هنا:

الأولى: أن لا أحد ينكر ما لمعرفة ترتيب النزول من منزلة كبيرة ودرجة عالية في التفسير؛ إذ يترتب على ذلك أمور قد تقلب الحكم رأسا على عقب كيف لا والناسخ والمنسوخ إنما يعرف بهذا وسواه كذلك. لكن وما أصعب لكن هذه هل اتفق السلف أو الخلف على ترتيب معين لنزول آيات القرآن الكريم؟ قد نعرف تقدم آيات وتأخر أخرى

---

[38]- سعید حوّیٰ، **الأساس في التفسير**(القاهرة: دارالسلام، 1424ھ)،10: 5726۔

لكنا لا نعرف يقينا ترتيبا كاملا لها. وإذا كنا نجزم بذلك جزما، فإن بناء المنهج الأدبي على أساس عُلِمَ يقينا فَقْدُه أمر يحتاج إلى إعادة نظر.

الثانية: أن أحدًا من دعاة المنهج البياني أو الأدبي في التفسير لم يحل إلى ترتيب معين لا في القديم ولا في الحديث، ولم أر أحدا منهم قدم محاولة لهذا الترتيب، ولئن كان إهمالهم للخطة في التفسير الموضوعي قد يلتمس له عذر بأن النص موجود لكنه يحتاج إلى جهود وجهود، فإن الأمر هنا يختلف؛ إذ إن الجهود فيه مهما توافرت فإنها تفتقد السند والأدلة التي تأخذ بيدها إلى الصواب وإلا كانت كجهود من ينفخ في رماد.[39]

تفسیر میں ادبی طریقہ کار کے حامیوں کا خیال ہے کہ قرآن مجید کی آیات کو ان کے نزول کی تاریخ کے مطابق ترتیب دینا تفسیر کے لیے ضروری ہے اور علم تفسیر کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اٹھایا جانے والا ایک ناگزیر اقدام ہے۔ میرے یہاں دو ملاحظات ہیں:

پہلا: یہ کہ ترتیب نزول کی تفسیر میں اہمیت اور درجے سے کسی کو انکار نہیں، کیونکہ ترتیب نزول پر بعض ایسے امور کی بنیاد ہے جن کے ذریعے بعض اوقات حکم ہی تبدیل ہو جاتا ہے اور یہ کیوں کر نہ ہو؟ ناسخ و منسوخ اور اسی طرح کی دیگر چیزیں تو موقوف ہی اسی ترتیب نزول پر ہیں۔ اس سے زیادہ مشکل اور کیا ہے کہ کیا علمائے سلف و خلف کسی ایک متعین ترتیب پر متفق ہیں؟ اگرچہ ہمیں بعض آیات کی زمانی تقدیم و تاخیر کے بارے میں علم ہے لیکن ان کی قطعی ترتیب سے ہم آگاہ نہیں ہیں۔ اور اگر ہم واضح طور پر یقین رکھتے ہیں، تو منہج ادبی کو ایسی بنیاد پر استوار کرنا جس کا اپنا وجود قطعی نہیں ایک محل نظر چیز ہے۔

دوسرا: یہ کہ منہج ادبی و بیانی کے داعیوں میں سے کسی نے بھی ایک خاص متعین ترتیب کی طرف راہ نمائی نہیں کی، قدیم میں نہ جدید میں اور میں نے ان میں سے کسی کو بھی اس ترتیب کے لیے کوشش کرتے نہیں دیکھا، حالاں کہ تفسیر موضوعی میں ان کی طرف سے کی گئی کوتاہی کے لیے ممکن ہے کہ یہ عذر مان لیا جائے کہ متن تو موجود ہے لیکن مزید کوشش کا متقاضی ہے۔ یہاں پر صورت حال مختلف ہے۔ جیسا کہ اس میں کوششیں، خواہ وہ کتنی ہی میسر ہوں، ان کے پاس ایسی سند اور دلائل کا فقدان ہے جو انھیں کوششوں کو صحیح نتیجہ تک لے جائے بصورت دیگر یہ کوششیں راکھ میں پھونکیں مارنے کے مترادف ہو گا۔

39- فہد بن عبد الرحمٰن الرومی، **اتجاهات التفسير في القرن الرابع عشر** (بيروت: مؤسسة الرسالة، 1997ء)، 3: 977۔

قرآن کریم کی تفسیر کو مکمل طور پر نزولی ترتیب جمع کرنا نہ صرف یہ کہ مشکل ہے بلکہ ناممکن عمل ہے جیسا کہ علامہ سیوطی کا قول پہلے گزر چکا، لہذا جن حضرات نے اس ضمن میں کاوشیں کی ہیں وہ کاوشیں بھی قرآن کی تفسیر سورتوں کو نزولی ترتیب پر کرنے کی ہیں۔ جہاں تک مکمل طور پر قرآن کی تفسیر کو آیات کی نزولی ترتیب کے مطابق جمع کرنا ہے، تو یہ کسی نے نہیں کیا اور یہ ممکن بھی نہیں کیوں کہ تمام آیات کے نزول کے بارے میں صحیح سند کے ساتھ دلائل موجود نہیں ہیں، لہذا جب آیات کو نزولی ترتیب سے مرتب کرنے کے بجائے سورتوں کے ضمن میں جمع کر دیا گیا ہے تو اس کو ترتیب نزولی کے مطابق تفسیر کہنا خود ایک سوالیہ نشان ہے۔

قرآن کریم کی موجودہ توقیفی ترتیب متواتر طور پر امت میں رائج ہے اور اسی ترتیب پر تفسیر کرنے پر بھی علمائے امت کا عملی اجماع منعقد ہے، جب کہ اس کے مقابلے میں ترتیب نزولی کا ثبوت زیادہ سے زیادہ اخبار آحاد ہی سے ملتا ہے۔ اب متواتر کو چھوڑ کر اخبار آحاد یا اس سے بھی کم درجے کی سند والی بات کو لینا اور پھر اس پر تفسیر کی بنا کرنا اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو لینے والی بات ہے۔

Bibliography

1. Al-Zarkashi, Abu ʻAbdullah Muhammad b. Bahadur. *Al-Burhan fi ʻUlum al-Qur'an*. Egypt: Dar Ihya al-Kutub al-ʻArabiyyah, 1957.
2. Al-Suyuti, ʻAbd al-Rahman b. Abi Bakr, Jalal al-Din. *Al-Itqan fi Ulum al-Qur'an*. Egypt: Al-Hayyat al- Misriyya Al-Aammah lilkitab, 1974.
3. Watt, W. Montgomery. *Bell's Introduction to the Quran*. Edinburgh, North America: Edinburgh University Press.
4. Umar b. Ibrahim Rizwan. *Aara' al-Mustashriqin hawl al-Qur'an al-Karim wa Tafsirihi, Darasa wa Naqd.* Riyadh: Dar Tayyibah Li al-nashr wa-altawziʻ. 1992.
5. Nadim, Khurshid Ahmad. *Biswin Sadi ka Fahm-i Islam.* Lahore: Al-Mawrid, 2008.
6. Al-Dirzuri, ʻAbd al-Qadir Mullah Hawaish Al-Ghazi al-Farati. *Tafsir Bayan al-Mʻani*, Damascus: Matbaʻah al-Taraqqi.
7. http://asharqalarabi.org.uk/center/rijal-m-d.htm
8. Darwazah, Muhammad ʻIzzat. *al-Tafsir al-Hadith*. Cairo: Dar ihya al-Kutub al-ʻArabiyya, 1383. AH.
9. http://vb.tafsir.net/tafsir19800/#.VYpXyfmqqko
10. Sayyid Qutub. *Mashahid al-Qiyaama fi al-Qur'an*, Cairo: Dar al-Shuruq, 2006.
11. al-Jarrah, ʻAida Raghib. *ʻAbd al-Rahman Habannaka al-Maydani al-Aalim al-Mufakkir al-Mafassir*.
12. Al-Hasani, Abd al-Hayy. *Al-Iʻlam biman fi Tarikh al-Hind mina al-Aʻlam al-Musamma bi Nuzhat al-Khawatir wa Bahjat al-Masamiʻ wa al-Nawazir*. Beirut: Dar Ibn Hazm, 1999.
13. Sawati, Abdul Hamid. Maulana Obaidullah Sindhi k Uloom -o-Afkaar, Gujranwala: Maktaba Hamidiya, 1423 AH.
14. Sindhi, Ubaidullah. Manuscript *Tafsir Il-Ham al-Rahman*.
15. Muhammad Majli Ahmed Rababiʻah, "Tafsir al-Qur'an al-Karim ʻala Tartib al-nuzul (Manbaʻuhu wa fawaiduhu)". *Majallah Dirasat Ulum al-Shariah wa al-Qanun*, 2010.
16. Saʻid Hawwa. *Hazihi Tajribati wa Hazihi Shahadati*.
17. Saʻid Hawwa. *Al-Asas fi al-Tafsir*. Cairo: Dar al-Salam, 1424 AH.
18. Al-Rumi, Fahd b. ʻAbd al-Rahman. *Ittijahat al-Tafsir fi al-Qarn al-Rabiʻ ʻAshr*, Beirut: Muassasa al-Risalah, 1997.